# 96455 ـ میکے والے سسرال کے ساتھ رہنے پر اعتراض کرتے ہیں

**سوال**

چار ماہ قبل میری شادی ہوئی اور میں نے بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ میں اسے علیحدہ رکھوں گا، لیکن میرے شہر میں رہائش ملنی بہت مشکل ہے اس لیے میں نے بیوی سے کہا کہ ہم عارضی طور والدین کے ساتھ ہی رہتے ہیں، تو کیا بیوی کے والدین کو اس پر اعتراض کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں ؟

**پسندیدہ جواب**

الحمد للہ.

اول:

رہائش بیوی کے حقوق میں شامل ہے کہ بلا اختلاف خاوند پر اپنی بیوی کو رہائش لے کر دینا واجب ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے رجعی طلاق والی عورت کے لیے اس کے خاوند پر رہائش دینا واجب کرتے ہوئے فرمایا ہے:

انہیں تم اپنی استطاعت کے مطابق رہائش میں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو .

لہذا جو نکاح میں ہو اس کے لیے تو رہائش بالاولی واجب ہوگی؛ اور اس لیے بھی کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند اور بیوی کے مابین حسن معاشرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اور ان عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو .

جس حسن معاشرت اور حسن سلوك کا حکم دیا گیا ہے اس میں بیوی کو ایسی رہائش میں رکھنا جہاں اس کی جان اور مال محفوظ ہو واجب ہے، اسی طرح بیوی رہائش سے کبھی مستغنی نہیں ہو سکتی تا کہ وہ لوگوں کی آنکھوں سے محفوظ رہے اور چھپ سکے اور مال و متاع کی حفاظت کر سکے اسی لیے خاوند کے ذمہ اسے رہائش فراہم کرنا واجب قرار دیا گیا ہے.

جمہور فقھاء کرام جن میں احناف شافعیہ اور حنابلہ شامل ہیں کا کہنا ہے بیوی کے لیے خاوند کے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے علیحدہ اور مستقل رہائش لے کر دینا بیوی کا حق ہے، اور بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ خاوند کے والدین اور کسی رشتہ دار کے ساتھ رہنے سے انکار کر دے.

مالكيہ نے شريف اور خراب بيوى كے مابين فرق كرتے ہوئے كہا ہے كہ شريف قسم كى بيوى اور اس كے ساس سسر كو ايك ہى رہائش ميں ركھنا جائز نہيں؛ ليكن اگر بيوى خراب ہو تو پھر ايسا كرنا جائز ہے.

اور اگر غلط بيوى كو اپنے ساس سسر كے ساتھ رہنے ميں كوئى واضح ضرر ہو تو پھر جائز نہيں ہوگا.

ديكھيں: الموسوعة الفقهية ( 25 / 109 ) اور الشرح الصغير على مختصر خليل ( 2 / 737 ).

ليكن فقھاء كے ہاں رہائش سے مقصود وہ مكان ہے جس ميں بيوى كو پورے حقوق حاصل ہوں، اور اس كا دروازہ عليحدہ ہو جسے وہ بند كر سكے اور بيت الخلاء اور باروچى خانہ بھى ہو ليكن اگر وہ فقير ہوں جو مشترك باورچى خانہ اور بيت الخلاء استعمال كرنے پر راضى ہو جائيں.

ابن عابدين لكھتے ہيں:

" قولہ: " عليحدہ گھر " يعنى جس ميں رات بسر كى جائے اور وہ عليحدہ معين جگہ ہو....

ظاہر يہى ہوتا ہے كہ عليحدہ اور منفرد سے مراد يہ ہے كہ جو اس بيوى كے ليے مخصوص ہو اور اس ميں گھر كا كوئى دوسرا فرد شريك نہ ہو.

قولہ: " لہ غلق " دروازہ ہو زبر كے ساتھ جسے چابى كے ساتھ كھولا اور بند كيا جا سكے ..

قولہ: اور اس كے ساتھ باروچى خانہ اور بيت الخلاء ہو " يعنى بيت الخلاء اور باروچى خانہ كھانا پكانے كى جگہ گھر كے اندر يا صحن ميں ہو، جس ميں كوئى دوسرا شريك نہ ہو.

ميں كہتا ہوں: يہ فقراء كے علاوہ دوسروں كے ليے ہونا چاہيے جو حويليوں اور بنگلوں ميں رہتے ہيں؛ اس طرح كہ ہر ايك كے ليے عليحدہ رہائش ہو، اور بعض مشتركہ اشياء مثلا بيت الخلاء، تندور، پانى بھى ہوں.

ديكھيں: حاشية ابن عابدين ( 3 / 600 ).

مزيد آپ سوال نمبر ( 7653 ) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

دوم:

جب بيوى عقل و رشد والى ہے اور اس نے آپ كے والدين كے ساتھ رہنا قبول كر ليا ہے تو اس ميں كوئى حرج نہيں، كيونكہ وہ اپنے حق سے دستبردار ہوئى ہے، اور اس كے والدين كو اس پر اعتراض كرنے كا كوئى حق حاصل نہيں.

اور اسے یہ بھی حق ہے کہ وہ اس اتفاق کو ختم بھی کر سکتی ہے، کیونکہ اس حق سے دستبردار ہونے سے اس کا علیحدہ رہائش والا حق ختم نہیں ہوگا.

سوم:

بیوی کو اپنے والدین کے ساتھ رکھنے میں کوئی ایسا ممنوعہ کام نہیں ہونا چاہیے جو شریعت نے منع کیا ہے مثلا خلوت میں کوئی دخل اندازی نہ کرے، اور خاوند کا کوئی بھائی اس کو معلوم نہ کر سکے.

یہ سب کو معلوم ہے کہ عورت کے لیے اپنے دیور وغیرہ کے ساتھ مصافحہ کرنا اور خلوت کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سب اس کے لیے باقی غیر محرم اور اجنبی مردوں کی طرح ہی ہیں، بلکہ ان سے زیادہ احتیاط کرنا ہوگی.

کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" تم عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو "

ایك انصاری شخص نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: ذرا دیور اور خاوند کے رشتہ دار مردوں کے متعلق بتائیں ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیور تو موت ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر ( 4934 ) صحیح مسلم حدیث نمبر ( 2172 ).

لیث بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" الحمو: خاوند کے رشتہ دار مرد مثلا دیور جیٹھ اور چچا کا بیٹا وغیرہ ہیں " اسے مسلم نے روایت کیا ہے.

بیوی اور خاوند کے گھر والوں کے حال کو بھی مقید کرنا چاہیے کہ آیا طرفین رہائش میں شراکت کر بھی سکتے ہیں یا نہیں، اور معاش میں اختلاط کے متحمل بھی ہیں یا نہیں، آج کل کے حالت کو دیکھتے ہوئے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس طرح کے حالات میں اکٹھی رہائش اختیار کرنا ازدواجی زندگی پر بہت اثرانداز ہوتا ہے.

اور اکثر گھریلو مشکلات رہائش میں اسی اختلاط کی بنا پر پیدا ہوتی ہیں، حتی کہ اکٹھی رہائش میں رہتے ہوئے تو اب خاوند اور بیوی کی ازدواجی زندگی اچھی گزرنے کی مثال نادر ہی ملتی ہے.

ہو سکتا جیسے سب لوگ یہی خیال کرتے ہیں آپ کی بیوی کے والدین بھی اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اپنی بیٹی کی ازدواجی زندگی کو محفوظ رکھنے کے لیے آپ کا اپنے والدین کے ساتھ رہائش اختیار کرنے پر اعتراض کرتے

ہوں، نہ کہ آپ اور آپ کی بیوی کے مخصوص معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہوئے، یعنی وہ دخل اندازی کا ارادہ نہیں رکھتے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا ہے کہ آپ کو ایسے اعمال کی توفیق نصیب فرمائے جس میں خیر و اصلاح پائی جاتی ہے اور آپ کی بیوی اور آپ کے گھر والوں کی اصلاح فرمائے.

واللہ اعلم .